لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

الحمد للہ کہ

رسالہ

حدیث نبوی

اور

تقلید شخصی

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن + پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

... کیا ہے +++ در وانہ درج ...

جس میں حدیث نبوی اور تقلید شخصی کی تحقیق اور منکرین حدیث کے جوابات درج ہیں

مصنفہ

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل)
مصنف تفسیر ثنائی اردو وغیرہ

بفرمائش خاکسار عطاء اللہ منیجر دفتر اہل حدیث

آفتاب ہند پریس امرتسر میں محمد عبد اللہ منہاس پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

بار سوم

قیمت ۴ر

6799
کلام اردو ۱۰۱
AsliAhleSunnet.com

ہفتہ وار اخبار

اہلحدیث

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا کا مجموعہ ۱۸×۲۲ تقطیع کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کے دن ہفتہ وار امرتسر سے شائع ہوتا ہے جبمیں مضامین مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتاوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحوں پر دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا دشمن۔ مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بتانیوالا ہے۔

قیمت سالانہ پانچروپے (صہ)

المشتہر

منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر (پنجاب)

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حدیث نبوی

التماس مصنف

حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خطبوں میں یہ ارشاد فرماتے تھے خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنے سب کلاموں سے خدا کا کلام اچھا ہو اور سب طریقوں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق بہتر ہے۔

اس سے آپکی غرض یہ تھی کہ لوگ میری سنت اور چال پر چلیں ایسا نہ ہو کہ میری سنت کو چھوڑ کر اور طرف کو بہک جاویں چنانچہ اسی فکر میں آپنے آخری وصیت بھی فرمائی تھی جس کے الفاظ طیبہ یہ ہیں ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی یعنے میں تم میں دو باتیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان سے تمسک کروگے ہرگز گمراہ نہوگے ایک تو کتاب اللہ دوسری اپنی سنت

باوجود ایسی تاکید کے مسلمان بحکم الانسان حریص لما منع[1] سنت نبویہ اور احادیث مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ سے ہمیشہ غافل رہے ایک زمانہ تو اسپر وہ گذرا ہے کہ روایات فقہیہ میں توغل اور آرا و الرجال میں مشغول ہونیکی وجہ سے احادیث نبویہ سے بے پروا ہو گئے لیکن وہ فقہ میں تعظیم و تکریم ہوتی تھی آخر انجام حضرت کثرہم اللہ کی تحریک سے لوگ حدیث کیطرف متوجہ ہوچلے اور ہندوستان میں بفضلہ تعالےٰ کہیں کہیں درس حدیث کی آواز آنے لگی ہے یا تھی سکہ

[1] انسان کو جس بات سے روکا جائے اُسی کے کرنیکا شائق ہوتا ہے

AsliAhleSunnet.com

ناگاہ علیگڈھ سے سر سید احمد خاں نے حدیث کی نسبت اپنے خیالات منکرانہ شائع کیے اسوقت بھی اہلحدیث ہی اس ہنگامے کے مٹانے کو سینہ سپر ہوئے وہ شور و شغب ابھی تھمنے بھی نہ پایا تھا کہ لاہور میں ایک صاحب (مولوی عبداللہ چکڑالوی) اُنسے بھی آگے بڑھے ہوئے سرہنگ ور ہوئے جنہوں نے اپنی کوشش سے یہ باور کرا دیا کہ سر سید پھر بھی غنیمت تھے کیونکہ اُن میں ایک بات ایسی تھی کہ انمیں وہ بھی نہیں سر سید حدیث کو دلیل شرعی مانتے تھے مگر اُس کے ثبوت پر معترض ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ جو امور اور شعار اسلام اور اہل اسلام میں تواتر سے چلے آئے ہیں انمیں دست اندازی وہ بھی نہ کرتے نماز وغیرہ کی کیفیت ایسی ہی مانتے تھے جیسی تمام اہل اسلام مانتے ہیں مگر دوسرے صاحب اُن سے بھی دو گز آگے بڑھے انہوں نے سرے سے حدیث کا انکار ہی کر دیا کہ حدیث کوئی شرعی دلیل ہی نہیں یعنے گو حدیث اپنے ثبوت میں صحت کی حد کو پہنچ جائے تو بھی کچھ نہیں جسکا مطلب ہے کہ اگر ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان الہام ترجمان سے بالمشافہ بھی حدیث سن پائیں یا کوئی کام کرتے ہوئے حضور کو دیکھیں تو بھی وہ قول یا فعل دلیل شرعی نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن ہی تمام مسائل دینیہ کو کافی وافی ہے جب انہوں نے اس خیال کو ظاہر کیا تو علماء کی طرف سے پہلا اعتراض ان پر یہ وارد ہوا کہ نماز کی ترتیب اور کلمات قرآن شریف سے ثابت کریں اسکے جواب میں پہلے تو بہت ہاتھ پیر مارے لیکن آخر ان سب اعتراضوں کو چھوٹنے کے لئے انہوں نے نماز ہی الگ ایجاد کر لی جس کا نام صلوٰۃ القرآن رکھا اسمیں مختلف مقامات کی آیات لکھیں چنانچہ تکبیر تحریمہ کیجگہ یہ آیت لکھی ہے وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ گو ایسے ویسے خیالات کو ناتو قابل توجہ اور لائق وقعت نہیں جانتے ہونگے۔ مگر چونکہ بعض دوستوں نے بدین دلیل مجبور کیا کہ گو یہ شخص کیسا ہی ہو اور یہ خیالات کسی قسم کے ہوں تاہم بطور تحقیق اس مسئلہ کو لکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید کو حدیث شریف کے شرعی حجت ہونے کا کیا ثبوت ہے اور حدیث کو قرآن مجید کیساتھ کیا نسبت ہے؟ لہذا یہ مختصر سا رسالہ لکھا گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں؛

خاکسار مصنف

بار سوم } ۱۳۴۳ھ { سنہ ۲۴ء

AsliAhleSunnet.com

کیا قرآن شریف کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت ہے

واضح رہے کہ حدیث سے مراد پیغمبر علیہ السلام کا قول و فعل ہے پس اسی معنے کو ملحوظ رکھکر قرآن شریف کا کوئی سیپارہ اور کوئی صورت پڑھ کر دیکھو صاف اور صریح لفظوں میں حکم ملیگا کہ

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

خدا کی اور خدا کے رسول کی اتباع کرو بلکہ یہ بھی ملیگا کہ جسنے رسول کی تابعداری کی اسنے اللہ کی فرمانبرداری کی

ایک مقام پر فرمایا ہے کہ خدا کا رسول تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے پس اسی کی چال چلن اختیار

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

کرو جو لوگ خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی یاد بہت بہت کرتے ہیں وہ ایسا ہی کریں؛

ایک مقام پر خدا نے ان تمام مباحث کی بیخ کاٹ دی ہے جو آجکل حدیث

أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
(پ ۱۴ ع ۱۲)

نبوی کے متعلق پیش آتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ ہمنے یہ قرآن تیری طرف اے رسول اس لیے اتارا ہے کہ تو اس قرآن کو لوگوں کے سامنے بیان یعنی واضح کرکے سنادے؛

اس آیت نے ایسے واضح اور روشن طریق سے فیصلہ کیا ہے کہ اس سے واضح ممکن ہی نہیں صاف مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے صرف مبلغ ہی نہیں بلکہ مبین اور مفسر ہیں۔ مفسر بھی کیسے؟ الہامی اور وحی سے تفسیر کرنیوالے کیونکہ ایک مقام پر خداوند تعالے نے اس مطلب کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا؛

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ

کہ اے رسول جبرئیل سے قرآن سنتے ہوئے تم جلدی نہ کیا کرو تمہارے سینے میں

AsliAhleSunnet.com

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ پ ۲۹ ع ۱۷ جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے پس جب ہم نے جبرئیل پڑھے تو تم اس کے پڑھنے کا اتباع کیا کرو لینے سنیے تجا یا کرو پھر اس کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے یعنے ہم تم کو اس کا بیان بذریعہ وحی خفی کے بتلا دیں گے اس آیت میں خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کا بیان کرنا خود اپنے ذمہ لیا ہے اور اس پہلی آیت میں آنحضرت کو حکم ہے کہ تم قرآن کی تفسیر واضح کر کے لوگوں کو سناؤ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جو بیان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کریں گے وہ خدا کی وحی اور الہام ہی سے ہوگا اور یہ تو ظاہر ہے کہ وہ الہام اور وحی قرآن شریف نہ ہوگا کیونکہ قرآن شریف کو وہ بیان واضح کرنے والا ہے یا یوں کہیئے کہ قرآن مجید اس بیان سے وضاحت اور تفسیر حاصل کرتا ہے کیونکہ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ سے مراد بے شک وشبہ قرآن مجید ہے اور یہ بھی واضح اور بدیہی غیر قابل انکار ہے کہ یہی ما نزل الیہم جس سے مراد قرآن شریف ہے ۔ لِتُبَيِّنَ کا مفعول بہی ہے جس کے صاف اور سیدھے معنے یہ ہیں کہ قرآن شریف کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد کی گئی ہے اور اسی مطلب کی پہلی آیت مزید توضیح کرتی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (یعنے رسول اللہ تمہارے لئے اچھا نمونہ ہیں) پس اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہی ایک آیت اس نزاع کی فیصلہ کن ہے :

ہاں یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ تفسیر رسولی یا حدیث نبوی میں اگر کوئی امر یا حکم ملے جو قرآن شریف کے اجمالی بیان میں نہیں مل سکے تو ہم اس کے کہنے کے کیا نہ ہونگے کہ یہ حکم یا حدیث صحیح نہیں اس لئے کہ ایک تو اس تلاش میں ہمارے نقصان کا قصور دوم بحکم لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کے ہم مکلف و مامور ہیں اس امر کے کہ تمام افعال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع بغیر چون وچرا کے کریں اور یہی معنے ہیں اس آیت کریمہ کے جس کے الفاظ اور ترجمہ یہ ہے :

AsliAhleSunnet.com

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ ۵ ع ۶) | کہ خدا فرماتا ہے جو رسول ہم نے بھیجے ہیں ان سب سے یہی غرض تھی کہ اللہ کے

حکم سے ان کا اتباع کیا جاوے۔"

اس تمام تقریر سے اس وہم کا ازالہ بھی ہو گیا جو منکرین احادیث کہا کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز مبلغ قرآن ہونیکے اور کوئی منصب نہ تھا یعنے آپ صرف ایک پیغام رسان ہی تھے اور بس پیغام سے مراد انکی چونکہ صرف قرآن مجید ہے اس لیئے یہ دعوئے بیان بالا سے غلط ہے اور اگر پیغام سے مراد عام لیتے یعنے جو احکام خداوندی ان پر نازل ہوتے تھے خواہ بذریعہ قرآن شریف کے الفاظ کے ہوں یا بذریعہ تفسیر قرآن جو بحکم آیات مرقومہ بالا آپ کا منصب تھا تو ہم بھی ان سے متفق ہوتے کہ ہاں بے شک رسول خدا خدا کے احکام ہی سناتے تھے یہ بیان ہمارا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفسر قرآن تھے بھی ایک طرح سے اصطلاحی ہے ورنہ ہمارا تو ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم الٰہی شارع اور صاحب شریعت تھے یہی وجہ ہے کہ اگر رسول کسی کام سے بطور شریعت یا منع فرماتے یا حکم دیتے تھے تو چونکہ وہ ارشادات نبویہ بحکم مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی وحی سے ہی ہوتے تھے اس لیئے خداوند تعالےٰ ان کو احکام شرعیہ فرماتا اور انکی تعمیل نہ کرنے والوں پر اتنی ہی خفگی ہوتی تھی کہ احکام قرآنیہ کی عدم تعمیل پر ہوا کرتی حالانکہ وہ احکام قرآن شریف کے لفظوں میں نہ ہوتے تھے۔ غور سے سنو!

دلیل اول یہ ہے کہ قرآن مجید میں ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راز کی بات اپنی ایک بیوی کو بتائی اور اس نے اسکو ظاہر کر دیا اسپر آنحضرت نے اس بیوی کو کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اُسنے کہا آپ کو کس نے بتایا آپ نے فرمایا مجھ سے خدائے علیم نے بتایا ہے اس

اس قصہ کے قرآنی الفاظ یہ ہیں

اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ | نبی نے جب کسی بیوی کو ایک بات

AsliAhleSunnet.com

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ پ۲۸ ع۱۹

پوشیدہ بتائی پھر اس نے وہ بات ظاہر کر دی اور خدا نے نبی پر اس کا اظہار کر دیا تو نبی نے بعض بات اس بیوی پر ظاہر کی اور بعض سے چشمپوشی فرمائی جب نبی نے بیوی کو اس کا اظہار راز کرنا بتایا تو اس نے کہا حضور کو یہ بات کس نے بتائی۔ نبی نے کہا مجھے خدائے علیم و خبیر نے بتائی۔

ہمارا استدلال اس آیت سے یوں ہے کہ جس خبر کی بابت بیوی نے پوچھا کہ حضور کو کس نے بتائی ہے وہ خبر واقعی قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔

مجھے خدائے علیم نے بتائی ہے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کو خدا کی طرف سے علم کے ذریعہ دو تھے (ایک) قرآن مجید (دوم) غیر قرآن بھی تھا اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت کو خدا کی طرف سے کرائی گئی تھی اور وقتاً فوقتاً کرائی جاتی تھی اس ما سوائے قرآن ذریعہ علم کا نام ہماری اصطلاح میں حدیث ہے؛

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ

اہل انصاف کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے تاہم ہم اور دلائل بھی پیش کرتے ہیں:

دلیل دوم

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

پ ۲۸ ع ۲

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا کہ کیسے نالائق ہیں جنکو مجلس میں کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا مگر وہ باز نہیں آئے بلکہ وہی کانا پھوسی پھر کرتے ہیں:

AsliAhleSunnet.com

اس آیت میں جس امر (نجوی) کے منع کی طرف اشارہ کیا ہے تمام قرآن شریف میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتا جو اس نُھُوا کے صیغے کا محکی عنہ بن سکے یعنے جو اس آیت کے اترنے سے پہلے کا منع ہو کیونکہ نھوا ماضی کا صیغہ ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ جس وقت یہ لفظ جبرئیل کے منہ سے نکلا تھا اسوقت سے پہلے ان لوگوں کو نجوی (کانا پھوسی) کرنے سے ممانعت ہو چکی تھی حالانکہ ایسا نہیں یعنے نجوی سے پہلے نہی اور منع جو اس آیت کی محکی عنہ بن سکے قرآن شریف میں کہیں نہیں ملتی پھر یہ نہی جس کی طرف اس نُھُوا کے صیغہ نے اشارہ کیا ہے کہاں سے آئی یہ وہی نہی ہے جس کو وحی خفی یا حدیث کہتے ہیں اگر کسی کو شبہ ہو کہ قرآن شریف میں اسی آیت کے متصل ہے نجوی سے منع ہے تو ایسے لوگوں کی خاطر ہم تمام آیات کو نقل کرتے ہیں جس سے ہمیں یقین ہے کہ وہ اس آیت کا صرف ترجمہ ہی سمجھنے سے اس رائے کو واپس لینے پر مجبور ہونگے پس غور سے سنیں! ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹﴾

(پ ۲۸ ع ۲)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر وہ وہی کرتے ہیں اور آپس میں گناہ اور عدوات اور رسول کی مخالفت کی کانا پھوسیاں کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے اسی طرح سے سلام کہتے ہیں جس طرح سے خدا نے تجھے سلام نہیں کیا یعنے سلام علیک کے بجائے سام علیک* کہتے ہیں اور اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ خدا ہم کو کیوں عذاب نہیں کرتا جہنم ہی ان کو کافی ہے اس میں داخل ہونگے اور وہ بری جگہ ہے:
مسلمانو! جب آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو

* سام علیک کے معنے ہیں تجھے موت ہو

AsliAhleSunnet.com

تو گناہ اور ظلم اور رسول کی مخالفت کی کانا پھوسی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم کو جانا ہے"

اس آیت کا ترجمہ ہی دیکھنے سے یہ واہمہ اُٹھ جاتا ہے کیونکہ ایک تو یہ کہ جس لفظ سے ہمارا استدلال ہے یعنے نَهُوْا وہ اس آیت کے شروع میں آیا ہے جس کا محکی عنہ اُس سے پہلے ہونا چاہیئے دوم اس آیت کے آخیر حصہ میں تَتَنَاجَوْا سے منع نہیں بلکہ اجازت ہے صرف یہ ہے کہ گناہ کی باتوں پر نجویٰ نہ کیا کرو اہل علم سے مخفی نہیں کہ یہ طریقہ کلام یعنے اِذَا تَنَاجَيْتُمْ جواز کے لیئے ہے نہ کہ منع کے لئے پس آیت مرقومہ کے اخیر حصہ کو اول حصہ کے منع کا مصداق بنانا یا بنانے کی کوشش کرنا فہم قرآن سے دور ہی نہیں بلکہ تحریف کی حد تک پہنچتا ہے۔

باوجودیکہ ہمارا روئے سخن اہل قرآن سے ہے اور قرآن مجید میں شہادت کا نصاب دو رکھا ہے غور سے پڑھو اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ تاہم ہم اپنے دعوے کی شہادت ادنےٰ درجہ نصاب دوم سے زیادہ پیش کرتے ہیں۔

دلیل سوم | قرآن مجید میں جنگ بدر کے ذکر میں فرمایا۔

اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ (پارہ نو رکوع پندرہ (۱۵))

اللہ تعالےٰ تم کو دو گروہوں میں سے ایک پر فتح دینے کا وعدہ کرتا تھا کہ تم اُن پر غالب آؤ گے اور تم لوگ چاہتے تھے کہ کمزور گروہ پر تم کو غلبہ ہو اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق غالب کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

اس آیت کا قصہ یہ ہے کہ مکہ کے مشرکوں کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ کی راہ سے آرہا تھا جس کے پاس سامان خورد و نوش برائے فروخت بہت سا تھا مکہ والے چونکہ مسلمانوں سے برسر جنگ تھے جن کو حربی کہتے ہیں اس لئے مسلمانوں نے چاہا کہ اُنپر حملہ کر کے لوٹ لیں اتنے میں مکہ کے مشرکوں نے سنا تو وہ مسلح ہو کر اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچے ایک ۱

AsliAhleSunnet.com

گروہ قافلہ کا جو غیر مسلح تھا دوسرا گروہ مکہ کی با ہتھیار فوج کا مسلمان چاہتے تھے کہ قافلہ پر ہم کو فتح ہو جنپر فتح پانے میں تکلیف کم اور فائدہ بہت تھا مگر خدا کی مشیت میں تھا کہ فوجی گروہ کو شکست ہو تاکہ آئندہ کو مکہ والوں کی فوجی طاقت کمزور اور مرعوب ہو اس واقعہ کا ذکر پروردگار نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ میں تم مسلمانوں کو احد الطائفتین (یعنے فوجی گروہ) پر فتح پانے کا وعدہ دیتا تھا تم چاہتے تھے کہ کمزور اور نہتے لوگوں (قافلہ والوں) پر فتح ہو خدا چاہتا تھا کہ زور دار جماعت مغلوب ہو۔

ہمارا مطلب اور استدلال اس آیت سے یوں ہے کہ اس میں وعدہ الٰہی کا ذکر ہے کہ خدا مسلمانوں کو احدی الطائفتین پر فتح پانے کا وعدہ دیتا تھا حالانکہ قرآن مجید میں اس وعدہ کا ذکر نہیں پھر وہ وعدہ کہاں ہے جو یہ مضمون بتلا سکے کہ مسلمانوں کو اس قسم کی احد الطائفتین پر فتح ہوگی جب قرآن مجید میں اس وعدے کا ثبوت صراحتہً یا اشارۃً نہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ بیان غلط ہے (معاذ اللہ ایسا تو کوئی مسلمان کلمہ گو نہ کہیگا) یا یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی اپنا خود وعدہ دیا ہوگا جس کو خدا تعالےٰ نے اپنا وعدہ قرار دے کر فرمایا میں تم کو وعدہ دیتا تھا۔

اس کی یہی دو صورتیں ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ تم کو احد الطائفتین پر فتح نصیب ہوگی یا یوں کہا ہوگا کہ خدا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ فتح ہوگی صورت اول میں تو وعدہ نہیں حالانکہ آیت قرآنی میں وعدہ کا ذکر ہے صورت ثانیہ میں وعدہ الٰہی کا ذکر بے شک ہے مگر سوال یہ ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وعدہ خدا کی طرف کیوں نسبت کیا اور خدا نے آپکے فرمانے کی تصدیق کیوں فرمائی بجالیکہ قرآن مجید میں اس وعدے کا ذکر نہیں اور منکرین حدیث کے خیال میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ذریعہ علم صرف ایک (قرآن) تھا دگر ہیچ لیکن جبکہ خدا نے اس وعدہ کی تصدیق فرمائی تو ثابت ہوا کہ حضور کے لئے ذریعہ علم قرآن کے علاوہ اور بھی کچھ تھا جس کو ہم لوگ حدیث یا وحی خفی کہتے ہیں اور وہ شرع شریف میں حجت شرعی ہے اہل قرآن (منکرین حدیث) کے مقابلہ کیلئے

AsliAhleSunnet.com

بفضلہ تعالیٰ یہی ایک آیت کافی ہے میں نے جس منکر کے سامنے اس آیت کو پیش کیا ہے جواب نہیں آیا نہ غلط نہ صحیح بلکہ سکتہ کی سی حالت ہو گئی واللہ الہادی

اسی طرح کئی ایک احکام شرعیہ ایسے ہیں جو تمام مسلمانوں میں عموماً اور منکرین حدیث میں خصوصاً واجب التعمیل ہیں مگر قرآن شریف کے لفظوں میں نہیں ملتے جن کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) اسلام کا پہلا حکم اور مدار یعنے نماز ہی کو دیکھئے کہیں بھی قرآن مجید میں اس کی تفصیل کا پتہ نہیں نہ ارکان کا پتہ نہ اذکار کا نہ رکعات کا نہ کیفیات کا ہر چند اہل قرآن کے سرگروہ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے رسالہ صلوٰۃ القرآن میں بہت ہی کوشش سے آیات تلاش کر کے مقرر کی ہیں۔ مگر سمجھدار آدمی کے نزدیک ان کی سب کوشش پانی بلونے کے مشابہ ہے جس کا جواب ہم ان کے جوابی رسالہ (دلیل الفرقان) بجواب اہل القرآن میں لکھ چکے ہیں جس کا جواب آج تک اہل قرآن سے نہ ہو سکا۔

(۲) دوسرا مسئلہ اسلام میں زکوٰۃ ہے جس کی بابت بھی کوئی تفصیل قرآن مجید میں نہیں کہ کتنے مال پر زکوٰۃ واجب ہے اور کتنی ہوتی ہے اگر کوئی شخص اس آیت کو پیش کرے جس میں حکم ہے کہ بچا ہوا مال خرچ ہو تو وہ براہ مہربانی یہ بتلا دیں کہ کیا یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ انہوں نے تمام مال جو ان کی حاجت سے بچ رہا ہو کبھی دیا بھی ہے اور اگر وہ اپنے قصور کا اعتراف کریں کہ بیشک ہم نے نہیں دیا لیکن ہمارے نہ دینے سے حکم قرآنی منسوخ نہ ہو گا تو ایسے نیک دل اصحاب کے لئے ہم آنا اور گذارش کرتے ہیں کہ اگر یہی طریقہ زکوٰۃ کا ہوتا تو قرآن شریف کی دوسری آیت میں اس سے منع کیوں ہوتا دیکھو اور غور سے پڑھو ارشاد ہے کہ :-

لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا — نہ تو بالکل ہاتھ بند کر لیا کر اور نہ ہی بالکل کھلے چھوڑ دیا کر کہ تمام ہی دے دیا کرے

(پ ۱۵ ع ۳)

AsliAhleSunnet.com

ورنہ ذلیل اور شرمندہ ہو کر تو بیٹھ رہیگا۔

علاوہ اس کے اگر تمام مال کے لٹا دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی تو وراثت کے مسائل کی حاجت ہی کیا تھی جو قرآن شریف کے صریح لفظوں میں مذکور ہیں۔

اسی طرح حج وغیرہ کے تفصیلی احکام قرآن مجید میں نہیں ملتے نہ حج کا زمانہ نہ اقسام نہ احرام کا طریقہ نہ میقات نہ اشہر الحج کی تفصیل صرف اتنا ہے کہ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ یعنے حج کے لئے چند مہینے معین اور معلوم ہیں مگر کون سے ہیں؟ اس کا جواب قرآن شریف میں نہیں ملے گا۔ یہ تو عبادات کا حال ہے اب سنیے معاملات اور اکل و شرب کا

(۱) گدھے کی حرمت (ب) بیوی کے ساتھ اس کی پھوپھی اور خالہ کو نکاح میں جمع کرنا (ج) قاتل کا مقتول کے مال سے محروم رہنا (د) مختلف مذاہب کے وارث کو موروث میں حصہ نہ پہنچنا (ہ) کتے بلی کی حرمت (و) بھنگ افیون شراب (بجز خمر یعنے انگوری شراب) کی حرمت وغیر ذالک

اس بیان سے یہ شبہ بھی زائل ہو گیا جو منکرین حدیث کی طرف سے عموماً کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف کی بابت چونکہ صاف ارشاد ہے کہ

تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	ہر چیز کی تفصیل اور ہر چیز کا بیان ہے پھر ہم حدیث کے کیوں محتاج ہوں۔

اس وہم کا ازالہ یوں ہے کہ قرآن مجید کا وہ حصہ جو ایمانیات کے متعلق ہے جیسے توحید رسالت جزا سزا حشر نشر وغیرہ وہ تو مفصل ہے اور جو اعمال کے متعلق ہے اس کا بیان مجمل کر کے تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سپرد کر دی گئی ہے چنانچہ اس دعوے کی دلیل آیات مرقومہ ذیل ہیں جن میں ارشاد ہے:-

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔	رسول کا کام احکام الٰہیہ کو بیان کرنا ہے اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک عمدہ نمونہ ہیں اور جو
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ	

AsliAhleSunnet.com

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ - الآیۃ	کوئی رسول کی تابعداری کرتا ہے وہ اللہ کی کرتا ہے ایک مقام پر تو سب سے مزید تاکید ہے

کہ واللہ کبھی مسلمان نہیں ہوں گے جب تک تجھ کو اپنے تنازعات میں منصف اور حاکم نہ مانیں گے۔

رہا یہ شبہ کہ احادیث دو سو تین سو برس بعد وفات نبی کے بنی ہیں اس کا جواب مختصر تو یہی ہے۔ "سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست" حدیث کی کتابوں کی تالیف کو حدیث کا بننا کہنا سمجھداروں کا کام نہیں حدیث کی کتابیں تو پہلی صدی ہی میں تصنیف ہونی شروع ہوئی تھیں مگر حفظ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے تھا چنانچہ ملتقات دیبی ہیں اس کا مفصل بیان ہے ہر ایک صحابی کے پاس اپنی اپنی یادداشتیں لکھی ہوئی ہوتی تھیں اور ساتھ ہی حفظ بھی کامل تھا مگر ان یادداشتوں میں اس امر کی تمیز نہ تھی کہ ابواب الصلوٰۃ الگ ہوں اور ابواب الزکوٰۃ وغیرہ الگ الگ لیکن اس ترتیب کی جب ضرورت ہوئی تو علمائے حدیث نے باقاعدہ ان سو بہ وہ کتابوں کو ترتیب سے جمع کیا ہے جن کو دیکھ کر منکرین حدیث یہ سمجھ رہے ہیں یا جو کہہ دیتے ہیں کہ احادیث دو سو تین سو برس بعد بنی ہیں جو اہل علم کے نزدیک قابل مضحکہ ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی ایک ذریعہ علم تھا جس کا ثبوت ہم دے چکے فالحمد للہ اسی کا نام وحی خفی یا حدیث نبوی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

تقلید شخصی

اس مسئلہ (تقلید شخصی) نے یوں تو دونوں گروہوں (اہلحدیث اور مقلدین) میں بہت بڑا بگاڑ پیدا کر رکھا ہے جسکے آثار دور دور تک پہنچے ہوئے ہیں مگر حقیقت میں بغور دیکھا جاوے تو اس میں ذرہ بھی خلاف نہیں ہم دونوں فریق کے مسلّمہ بزرگوں کی عبارات نقل کریں گے جن سے ہمارے ناظرین انشاء اللہ مطلب صاف سمجھ لینگے کہ اصل معاملہ کیا ہے جیسے معلوم ہوا کہ بعض سادہ مزاج یا خودغرض ناحق بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں ایسے صرف اس مسئلہ (تقلید شخصی) کے انکار کرنیسے منکرین تقلید پر عداوت ائمہ کا الزام لگاتے ہیں اور بعض دل آزادی کرنیکو ایسی تحریروں کے نام صدو اشنق الهلیٔ حنفی اعمل عرابی حنیفہ یا ضرب شدید بر جگر منکر تقلید تجویز کرتے ہیں ایسے ناموں کے مقابلہ پر جس مصنف کو اپنے نفس پر قابو نہ ہوگا اس سے تو تعجب نہیں کہ اس قسم کے رسالوں کے جواب کا نام ایسا ہی کڑا تجویز کرے جیسے السیف المسلول علی اعناق منکری احادیث الرسول مگر ہم تو اپنے التزام مندرجہ رسالہ اہلحدیث کا مذہب کے خلاف کرنا کسی طرح پسند اور گوارا نہیں اس لیئے بجائے کسی کریہ اور دل آزار نام کے دعا ہے کہ خداوند کریم امام الائمہ امام ابوحنیفہ کے دشمنوں اور ان کے خلاف منشا چلنے والوں کو ہدایت دے آمین

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا۔ اس قسم کی تحریروں سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ان لوگوں کو آج تک باوجود اس جدوجہد کے اہلحدیث کے مذہب سے واقفی نہیں ہوئی انہوں نے اہلحدیث کے

AsliAhleSunnet.com

مذہب کا خلاصہ یہی سمجھا ہوا ہے کہ اماما ن دین کو برا کہتے ہیں جس کے جوابات مفصل ہم نے رسالہ **اہلحدیث کا مذہب** میں لکھ دیئے ہیں بالفعل یہاں ہماری صرف یہ کوشش ہے کہ ہم یہ امر ظاہر کریں کہ دونوں فریق ہیں اس مسئلہ کے متعلق قریب قریب اتفاق ہے پس مناسب ہے کہ تقلید کے معنے بھی ہم انہی بزرگوں کے الفاظ میں بتا دیں:

ہندوستان میں دونوں گروہوں کے مسلمہ بزرگ دو صاحب ہیں ایک بزرگ سے مراد ہماری مولنا مستفاد العلماء و شیخ المشائخ حضرت مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم ہیں گو آپ حنفی المذہب کے مقلد تھے مگر آپکے علم و فضل کے سب لوگ قائل ہیں آپنے اس مسئلہ کے متعلق ایک رسالہ لکھا تھا جس میں فرماتے ہیں:

اول جاننا چاہیئے کہ تقلید اس کو کہتے ہیں کہ کسی کے قول کو بدون اسکی دلیل سمجھنے کے قبول و معمول کر لیوے تو سنو کہ تقلید کی دو نوع ہیں ایک نوع یہ ہے کہ مقلد (یعنی امام) کے قول پر کوئی حجت شرعیہ ہرگز نہو بلکہ مخالف حکم حق تعالے کے ہو محض ظن و تخمین مقلد کا ہو اور اسکو قبول کر لیوے باوجود مخالفت کے جیسا کہ رسوم جاہلیہ پر مشرکین عرب جمے ہوئے تھے اور سوا ہٰذا ما وجدنا علیہ اباءنا کے کوئی دلیل نہ رکھتے تھے اور بمقابلہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے آبائی رسوم ضروری جانتے تھے سو یہ نوع تو شرک ہے باتفاق جمیع علماء امت کے اور جہاں قرآن و حدیث و اقوال علماء میں تقلید کا شرک ہونا وارد ہے یہی نوع مراد ہے دوسری نوع یہ ہے کہ مومن ناواقف کسی مسئلہ شرعیہ سے اس مسئلہ کو کسی عالم معتبر سے پوچھے اور عالم اسکا جواب خواہ نص صریح سے یا اشارہ و دلالت سے استنباط کر کے دیدے اور دلیل اس مسئلہ کی سائل کو نہ بتاوے اور وہ سائل بدون دلیل سمجھنے کے اس کو قبول کر کے عامل ہو پس یہاں ہر اہل علم پر روشن ہے کہ مسلم نے جو مسئلہ عالم معتبر سے پوچھا ہے تو وجہ یہ ہے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ عالم حکم حق تعالے سے جو اس واقعہ میں ظاہر ہے اور مجھ کو اس حکم حق تعالے سے ہی مطلع کرتا ہے ہرگز کوئی حکم خلاف حکم شرع کے نہ بتاویگا بلکہ جو

AsliAhleSunnet.com

حق ہے وہ ہی بتا دے گا ورنہ اگر اس کو معلوم ہو جاوے کہ یہ عالم خلاف شرع حکم بتاتا ہے تو ہرگز اُس کے پاس بھی نہ جاوے اور نہ اُس کے جواب کو کچھ اصل جانے چنانچہ عوام کا حال مشاہد ہے کہ جس عالم کو صاحب غرض نفسانی جانتے ہیں اُس سے مسئلہ ہرگز نہیں پوچھتے اور اُس کے حق مسئلہ کا بھی اعتبار نہیں کرتے تو نہ اس سائل کی غرض سوائے حکم تعالیٰ کے دریافت کرنیکی ہے اور نہ عالم بجز حق تعالےٰ کے اپنے نزدیک سے بتاتا ہے تو یہ تقلید حق ہے اور زمانہ صحابہ علیہم الرضوان سے لےکر آجتک اہل علم وایمان میں شائع وذائع اور یہ نوع تقلید بحکم کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے قال تعالےٰ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اس آیت میں لفظ فاسئلوا صیغہ عام ہے کہ تمام افراد امت کو جس کو علم نہو سوال کرنے کا عالم سے بحکم بصیغہ امر ہوتا ہے جو فرضیت کا ثبوت کرتا ہے اور لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد اور جمیع پر اس کا اطلاق لغت میں ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہے کہ جس اہل ذکر سے چاہو پوچھ لو خواہ وہ تمہارا مسئول عنہ واحد ہو ہر ہر مسئلہ میں خواہ متعدد ہوں کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھ لو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہیں کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہو کر سب ضروریات دین اس سے ہی حل کرے اور دوسری صورت کو تقلید غیر شخصی کہتے ہیں کہ اپنی حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہیں کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونوں فرد تقلید کے داخل مطلق تقلید میں ہیں جو آیت فَاسْئَلُوْا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے سب افراد فرضیت میں متساوی ہوتے ہیں اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر

سلہ مطلق تقلید کے فرد جب ہی رہیں گے کہ ان کو بوصف اطلاق ملحوظ رکھے گا اور اگر تقلید کو بشرط شئے واجب سمجھیگا یعنی بوصف تعیین شخصی تو مطلق کی فردیت سے نکل جائے گی جیسا زید عمر بکر لابشرط شئے انسان کے فرد ہیں لعد بشرط شئے انہیں بشرط شئے انسان کا اطلاق انپر مجاز ہے۔ ابو الوفا

AsliAhleSunnet.com

عمل کرنا واجب نہیں رہتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنے کا دونوں فرد پر جسپر چاہے مختار فرمادیا علی ہذا حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما شفاء العی السوال الحدیث مطلق سوال کو شفاء ناواقف کی فرماتے ہیں خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علماء سے جس سے دونوں نوع تقلید مطلق مفروض کی محل ومفروض ہوتی ہیں اور سوائے اس کے سب آیات واحادیث سے یہی اطلاق معلوم ہوکر ہر دو قسم تقلید کی ماموربہ ومفروض ہیں کہ جسپر چاہے عامل ہو کوئی فرد ممنوع نہیں ہوسکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنے فہم وعقل والا بھی نہیں کہہ سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت وشرک وحرام ہو یہ کام تو مجنون لایعقل کا ہے کہ مامور کی افراد کو حرام بناوے کیونکہ شرک ضد فرض کی ہے پھر فرض کے تحت شرک کس طرح مندرج ہوسکتا ہے کہ یہ محال ہے عقلاً ونقلاً۔

دوسری آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الخ تقلید واطاعت علماء کو فرض کرتی ہے کہ لفظ اولی الامر کا بعمومہ خلفاء وعلماء وفقہاء سب کو شامل ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ اور عطاء اور مجاہد اور ضحاک اور ابوالعالیہ اور حسن بصری وغیرہم صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے اولی الامر فقہاء وعلماء کو ہی فرمایا ہے اور مولوی صدیق حسن خاں مرحوم رئیس عاملین بالحدیث اپنی تفسیر میں اور قاضی شوکانی اور ابن کثیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہ تفاسیر میں یہ معنے اولی الامر کے قبول کرتے ہیں پس یہ آیت بھی بعمومہ مطلقاً تقلید کو فرض کرتی ہے بہرحال اتباع علماء کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع وتقلید کے معنے واحد ہیں قال اللہ تعالے اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ کتاب اللہ منزل من اللہ تعالی ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی منزل من اللہ تعالی ہے حکماً لقولہ تعالی وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا

AsliAhleSunnet.com

وحی یوحیٰ وقال اللہ تعالیٰ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا اور استنباطات مجتہدین علیہم الرحمۃ کے بھی منزل من اللہ تعالیٰ ہیں کیونکہ جو کچھ اشارات و دلالات نصوص سے مستخرج ہے وہ عین حکم نص کا ہوتا ہے یہ امر مقرر ہے کہ قیاس مظہر حکم کا ہوتا ہے نہ مثبت حکم کا پس جو کچھ مجتہد نے استنباط فرمایا وہ عین حکم اللہ تعالیٰ ہے پس اس آیت نے سب افراد امت کو حکم کتاب و سنت کا جو صریح معلوم ہو یا استنباط ہو قبول کرنا فرض کر دیا ہے لہٰذا اس سے کسی اہل ایمان کو انحراف نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ ظاہر کتاب و سنت سے سب مسائل معلوم نہیں ہو سکتے ہزارہا جزئیات مسائل ہیں کہ قیامت تک واقع ہوتے چلے جاتے ہیں اگر حکم قیاس و اجتہاد کا نہ ہوتا تو کیونکر جواب واقعات کا دریافت ہو سکتا تھا یہ کام ہر ایک عامی کا نہیں اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ الخ قال المفسرون اولو الامر ہم اہل العلم والبصیر والعقول الراجحۃ قال الشوکانی والنواب صدیق حسن خان فی ہذہ الآیۃ اشارۃ الی جواز القیاس وان فی العلم ما یدرک بالنص ومنہ ما یدرک بالاستنباط وہو القیاس علی الکتاب والسنۃ انتہٰی اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں باب منعقد کیا ہے بایں ترجمہ باب من شبہ اصل معلوما باصل مبین پس یہی قیاس اور استخراج مسائل ہے کہ تعلیم امت کے واسطے شارع علیہ السلام نے کیا ہے اور ان مسائل کا قبول خود تقلید مجتہد کی ہے ؛

البتہ چار مصلی جو کہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعات و افتراق اس سے لازم آ گیا کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے اور شریک جماعت نہیں ہوتی اور مرتکب حرمت ہوتے ہیں مگر یہ تفرقہ ائمہ دین حضرات مجتہدین سے نہ علمائے متقدمین سے

بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اسکو کوئی اہل علم پسند نہیں کرتا بلکہ یہ طعن نہ علمائے اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے فقط واللہ تعالے اعلم (سبیل الرشاد صفحہ ۲۷)

مولنا موصوف کی تقریر کی توضیح یوں ہے کہ چونکہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فرد بشر کو منصب شریعت نہیں کہ وہ کوئی حکم ایجاد کر سکے یا اپنے پاس سے دے سکے نیز چونکہ بے علم آدمی کو بغیر تابعداری اہل علم کے چارہ نہیں اس لئے اسپر فرض ہے کہ اہل علم سے احکام شرعیہ پوچھ لیا کرے ایک ہی سے تمام عمر پوچھتا رہے یا کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے ان دونوں صورتوں میں اسے اختیار ہے ہاں اگر کوئی حکم قیاسی کسی مجتہد یا عالم کا کسی آیت یا حدیث کے خلاف ثابت ہو تو اس کو چھوڑ دے ایسے وقت میں آیت حدیث کا اتباع کرے ہمارے ناظرین اس مضمون کو ذہن نشین کر کے فریق ثانی کے بزرگ کا بیان بغور سنیں۔

مولانا شمس العلماء استاذ الاساتذہ شیخ الکل حضرت سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رح اس مسئلہ کے متعلق جو ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ ہے۔

"باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہدین اہل سنت سے لاعلی التعیین جس کو مولنا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکی علامت یہ لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسیطرح پر ہو جیسے شرطی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کے ہو تو عمل کئے جاؤنگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کے تو اس کو پھینک دونگا۔

قسم ثانی مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعیین کر لے کہ جبکہ امر اللہ تعالی کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریگا اسی کے

AsliAhleSunnet.com

اتباع سے عہدہ تکلیف کیسے خارج ہو جائینگے اور اس میں سہولیت بھی پائی جاتی ہے اور علامت اس تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرسکے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص عمل کرنیوالے کو برا نہ جانے اور ملامت اور نکیر نہ کرے مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفعیدین اگر معلوم ہو تو اس کے استعمال سے نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کبھی کر بھی لے اور حنفی ہو کر کرنے والے پر طعن کرے اور قسم ثالث حرام و بدعت ہے اور وہ تقلید ہے بطور تعیین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے قسم رابع شرک ہے اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے کسی مجتہد کا اتباع کیا پھر اس کو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اوس مجتہد کے مثلاً معلوم ہوئی اب وہ مقلد یا تو حدیث کو قبول ہی نہیں کرتا یا اس میں بدول سبب کے تاویل و تحریف کر کے اس حدیث کو طرف قول امام کے لے جاتا ہے غرضیکہ وہ مقلد مذہب اپنے امام کا نہیں چھوڑتا۔" معیار الحق ص ۱۰۱

ناظرین! خدارا ان دونوں حضرات کی عبارتوں پر غور کریں اور لفظی اختلافات کو چھوڑ کر اصل مدعا کو پاویں کہ ان حضرات کا مطلب کیا ہے؟ جہانتک ہم نے غور کیا ہم دونوں حضرات کو متفق پایا ہے اس لئے کہ قرآن و حدیث کے موافق کسی عالم یا مجتہد کا قیاس ماننا عین قرآن و حدیث کا ماننا ہے جس کی مثال ہمنے رسالہ اہلحدیث میں بتلائی ہوئی ہے اور اگر وہ قیاس بتقاضائے بشریت غلط ہو تو چونکہ ان بزرگوں (مجتہدوں یا عالموں) کا یہ منصب اور رتبہ نہیں کہ وہ کوئی حکم ایجاد کر سکیں بلکہ وہ تو صرف مبلغ اور مظہر احکام ہیں اس لئے ان کا وہ قول بمقابلہ آیت یا حدیث کے چھوڑا جاوے گا۔

اسکی مثال کہ کیونکر مجتہد کا قول چھوڑا جاتا ہے سننی منظور ہو تو سنئے:۔

سلہ مولانا رشید احمد صاحب نے بھی آمین بالجہر و رفعیدین وغیرہ کے کرنے کو صحیح کہا ہے دیکھو سبیل الرشاد مجتبائی ص ۲۳ اور فتاوے رشیدیہ جلد دوم ص ۵۰

AsliAhleSunnet.com

ونبیذ العسل والتین ونبیذ الحنطة والذرة والشعیر حلال وان لم یطبخ رهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف اذا کان من غیر لهو وطرب (ہدایہ کتاب الاشربہ)	ہدایہ میں لکھا ہے کہ شہد انجیر جو جوار گیہوں وغیرہ ہر قسم کی شراب (جو آجکل بکتی ہے) امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہما) کے نزدیک حلال ہے۔ بشرطیکہ قوت حاصل

کرنے کی غرض سے پی جاویں نہ بطور کھیل اور مستی کے"

ایسا ہی مالا بد منہ میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

"نزد امام ابو حنیفہ سوائے چہار شراب سابقہ از اشربہ لاحقہ آنچہ بقصد لہو خورد حرام ست واگر بقصد قوت خورد جائز باشد۔ لیکن ایں قول امام متروک و فتویٰ بر قول محمد است (مالا بد منہ)	سوائے چار شرابوں (انگوری خام اور پختہ اور کشمش اور کھجوروں کی شراب) کے باقی جتنی قسم کی شرابیں ہیں (جو جوار وغیرہ کی جو آجکل مروج ہیں) قوت حاصل کرنیکی نیت سے پی جاویں

تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ قول امام اعظم کا متروک ہے یعنی قابل عمل نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے کیونکہ حدیث کے موافق ہے۔"

جس اصول پر قاضی صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ ظاہر ہے یعنی حدیث کی موافقت موجب قبولیت ہے اور مخالفت موجب رد ہاں اگر کسی جوشیلے مصنف یا مقلد کو یہ اصول منظور اور پسند نہ ہو تو وہ اس مسئلہ میں سینہ ٹھوک کر تقلید کا ثبوت دے مگر ہمارا خیال بلکہ یقین ہے کسی ایماندار کو یہ جرأت نہ ہو گی کہ تقلید کو بحال رکھنے کے لئے اس خانہ خراب کا مرتکب ہو۔ نجانا اللہ منہا

یہ بات تو طے ہو چکی کہ بے علم کو عالم کی تقلید ضرور چاہیئے مگر کس طرح اور کس طریق سے اس کا جواب بھی ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ فریقین کے مسلمہ بزرگ کے کلمات طیبات سے دیتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

6799

حضرت استاد الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ بےعلم کا کام ہے کہ

وظيفة الجاهل ان يسئل فقيها ما حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسئلة كذا وكذا بلا تعيين (عقد الجيد)	غیر معین علماء سے پوچھے کہ فلاں مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد وہدایت بتلا دیا ہے۔

پس ان تینوں شاہ ولی اللہ مولوی رشید احمد گنگوہی سید نذیر حسین صاحب دہلوی بزرگوں کے بیان سے جو امر ثابت ہوتا ہے اس کا خلاصہ بالکل دو حرفوں میں ہو سکتا ہے یعنے بے علم اپنے زمانہ کے عالم سے مسئلہ پوچھے اس عالم کا فرض ہے کہ قرآن و حدیث کا صریح حکم اس کو بتلاوے اور اگر صریح حکم اس کو قرآن و حدیث سے نہ ملے تو کسی امام مجتہد (صحابہ تابعین تبع تابعین) کے قول کو دیکھے پھر جو اسکی سمجھ میں قرآن و حدیث سے مستنبط یا قریب تر ہو وہ بتلا دے وہ متعلم اسپر عمل کرلے ہاں اتنا ضرور پوچھ لے کہ یہ حکم قرآن و حدیث سے بتلاتے ہیں یا محض اپنی رائے سے یا کسی مجتہد کے فہم سے کیونکہ یہودیوں کی عادت تھی اپنے علماء کی باتوں کو صرف انکے کہنے پر مان جاتے تھے کتابی دلیل ان سے طلب نہ کرتے تھے انکے حق میں اللہ جلشانہٗ کا ارشاد پہنچا کہ ان نادانوں نے اللہ

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔	کے سوا اپنے علماء اور صوفیا کو خدا کا ساجھی بنا رکھا ہے کہ بے دلیل ان کی باتوں کو

اور مسائل کو تسلیم کر لیتے ہیں (دیکھو جامع ترمذی وغیرہ)

الحمد للہ کہ مدت مدید کا تنازعہ جس میں قرآن فریق کا ہزارہا روپیہ برباد اور تضیع اوقات ہوچکا تھا ہمارے ذریعہ سے ایک آسان طریق سے فیصل ہوگیا دونو گروہوں کا مدعا بتلانے کو ہمنے ان کی عبارتیں نقل کردی ہیں بس اب انصاف ناظرین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ یہ نزاع کہاں تک صحیح ہے (مزید تفصیل بحث کے لئے ہمارا رسالہ اجتہاد و تقلید ملاحظہ کریں)

گو اس تحریر کے بعد کسی سوال و جواب کی حاجت نہیں مگر ایک دو آیتیں جو تقلید شخصی کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں اُن کا ذکر ضروری ہے۔

(۱) پہلی آیت ہے کہ جس میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے روز ہم ہر ایک آدمی کو

AsliAhleSunnet.com

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس سے تقلید شخصی کا ثبوت اس طرح دیا جاتا ہے کہ جب آدمی امام کے ساتھ بلایا جاویگا تو ضرور ہوا کہ ہم کسی ایک امام کے مقلد ہوں۔

مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آیت میں تو لفظ عام ہے یعنے ہر ایک آدمی کو اسکے امام کے نام سے بلایا جاویگا چونکہ ہر ایک میں شیعہ سنی رافضی خارجی معتزلہ بلکہ کفار آریہ ہندو سکھ مجوس وغیرہ بھی شامل ہیں پس اگر آیت موصوفہ سے آئمہ اربعہ کی تقلید ثابت ہوتی ہے تو غیر مذاہب کے پیشواؤں کا اتباع بھی تو واجب ہوگا جس سے انکی معذرری اور نجات کی قوی اُمید ہو کیونکہ انہوں نے وجوب شرعی پر عمل کیا ہے اگر کوئی صفتی صاحب اس امر کا فتوےٰ دیں تو کئی ایک تنازعات کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔

چونکہ آیت کا ذکر آگیا ہے اس لیئے اس کے صحیح معنے ہم بتلاتے ہیں آیت موصوفہ میں امام کے لفظ کے معنے میں اختلاف ہے مگر راقم اسی کو پسند کرتا ہے کہ امام سے مراد پیشوا ہے پس معنے یہ ہوئے کہ قیامت کے روز ہر ایک قوم کو ان کے اماموں کیساتھ بلایا جائیگا یعنے اے محمدیو! اے عیسائیو! اے موسائیو! وغیرہ وغیرہ پھر جب تمام لوگ جمع ہو جائینگے اور اپنے اپنے پیشوا کے پیچھے ہو لیں گے تو جو لوگ سچے اور اپنے امام کے پیچھے چلی ہونگے وہ الگ ہو جائیں گے اور جو مصنوعی اماموں اور پیشواؤں کے پیچھے (جنکے پیچھے چلنے کیلئے وہ مامور نہ ہوئے تھے) چلے ہونگے وہ ماخوذ ہو جائیں گے تو اُس وقت کہیں گے يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (قرآن) آرزو کریں گے کہ ہم خدا کے رسول کا اتباع کئے ہوتے پس یہ آیت حقیقت میں اشارتاً اتباع سنت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کی تاکید کرتی ہے کچھ اور جیسا کہ مستدل نے سمجھا ہے۔

(۲) دوسری آیت أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ والی اور تیسری فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ والی چونکہ ان آیات کا ذکر مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی تقریر دلپذیر میں آچکا ہے اس لیئے وہی کافی ہے ناظرین ورق اُلٹ کر دیکھ لیں۔

ان دلائل نقلیہ کے علاوہ عقلیہ دلائل بھی کئی ایک اس دعوے پر دیئے جاتے ہیں

AsliAhleSunnet.com

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلائل پیش کرنیوالے اصل مدعا کو نہیں سمجھے کبھی تو ائمہ اربعہ کو مثل چار گورنروں کے فرض کرتے ہیں اور کبھی مثل طبیبوں اور ڈاکٹروں کے بتاتے ہیں کبھی کچھ اور کبھی کچھ حالانکہ اماماں دین نہ تو گورنروں کی طرح ہیں نہ طبیبوں کی طرح کیونکہ گورنر ایجاد حکم کا مجاز ہوتا ہے اور طبیب بھی اپنے تجربہ سے بغیر کسی سابق طبیب کے اتباع کے نسخہ تجویز کرسکتا ہے مگر امام اور مجتہد کا یہ منصب نہیں بلکہ وہ صرف مبلّغ احکام شرعیہ ہوتے ہیں خواہ وہ احکام ایسے ہوں جو عوام کی سمجھ میں بھی محض ترجمہ دیکھنے سے آسکتے ہوں یا ان کی سمجھ سے بالاتر غرض مجتہد کو ایجاد حکم کا منصب نہیں ہوتا پھر ایسے لوگوں سے ان کی تمثیل کیونکر صحیح ہوسکتی ہے ایسی تمثیلیں دینے والوں کے حق میں یہی کافی ہے کہ سه

سخن تشناس نئی دلبرا خطا اینجاست

گو اس دعوے (عدم تقلید شخصی) کی بداہت سے کسی دلیل کے قائم کرنیکی حاجت نہیں تاہم اپنے بھائیوں کی مزید تشفی کے لئے علمائے اعلام اور مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض اقوال اسبارہ میں نقل کئے جاتے ہیں۔

ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنیفا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفہم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء او تقلید العلماء ان کانوا جہلاء (شرح عین العلم)

ملا علی قاری شرح عین العلم میں لکھتے ہیں کہ یہ تو معلوم ہے کہ خداوند تعالےٰ نے کسی شخص کو حنفی شافعی مالکی حنبلی بننے کا حکم نہیں دیا بلکہ ان کو یہی حکم دیا ہے کہ سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ پر عمل کریں اگر علماء ہیں تو خود دیکھ کر اور اگر جہلا ہیں تو علماء سے دریافت کرکے غرض ہر حال میں سنت کو ملحوظ رکھیں۔

اعلم انہ لا یکلف اللہ احدا من عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (قول سدید)

اور قول سدید میں ہے کہ یہ سمجھ رکھو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ حنفی بنے یا مالکی شافعی بنے یا حنبلی بلکہ انکو یہی حکم دیا ہے کہ جو کچھ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اسپر ایمان لائیں

AsliAhleSunnet.com

ان ابا حنیفة سئل اذا قلت قولاً و کتاب اللہ یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفه قال اترکوا قولی بخبر الرسول

(روضة العلماء)

وکان الامام مالک یقول ما من احد الا وماخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسوله کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرهم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة

(یواقیت والجواهر)

قال الشافعی اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذهبی فاتبعوه واعلموا انه مذهبی

(عقد الجید)

روضة العلماء میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رح سے ایک دفعہ سوال ہوا کہ آپکا قول قرآن کے خلاف ہو تو کیا کریں فرمایا چھوڑ دیا کرو پھر سائل نے عرض کیا اگر حدیث کے خلاف ہو تو کیا کریں فرمایا حدیث کے مقابلہ پر میرا قول چھوڑ دیا کرو یواقیت والجواهر میں ہے کہ امام مالک فرمایا کرتے تھے ہر ایک آدمی سے اُس کے قول پر دلیل کا مواخذہ ہوتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امام احمد فرمایا کرتے تھے خدا اور رسول کیساتھ کسی ایک کا حق برابر نہیں۔ سنو! نہ میری تقلید کرنا نہ امام مالک کی نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی نہ کسی اور کی بلکہ جہاں سے اُن صاحبوں نے لیا ہے وہیں سے تم لیا کرو یعنی قرآن و حدیث سے۔

حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید میں فرماتے ہیں امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کو صحیح حدیث میرے مذہب کے خلاف ملے تو اُسی کی تابعداری کرنا اور جاننا کہ وہی (حدیث) میرا مذہب ہے۔

ان اقوال کو پڑھکر بھی کوئی دانا اپنے رسالہ کا نام ضرب شدید بر جگر منکر تقلید رکھیگا اور یہ نہ سوچیگا کہ سب سے پہلے منکر تقلید کون ہیں اور یہ ضرب شدید پہلے کس کے سینہ پر پہونچتی ہے ان اقوال میں ان بزرگوں نے جس امر کی وصیت فرمائی ہے بحمد اللہ اہلحدیث اسی پر دل سے پابند ہیں یعنی یہ کہ اصل اتباع قرآن و حدیث کا کرتے ہیں ان کے مقابلہ پر کسی امتی کا قول و فعل سند نہیں جانتے اور نہ ان دونوں (قرآن و حدیث) کے سوا کسی کا اتباع اپنے پر واجب جانتے ہیں ان کا ورد زبان ہے ۔ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ پس حدیث مصطفٰے بر جان مسلم داشتن ۔ اس مضمون کے متعلق ہمارے دوستوں کے رسالے اور قابل دید ہیں ۔ اتباع سلف اور اجتہاد و تقلید

AsliAhleSunnet.com

اہل حدیث اور مقلدین کے مقدمات میں سرکاری فیصلے

گو آجکل اکثر اطراف میں امن کی صورت ہے جسکی وجہ کچھہ تو اہلحدیث کی کثرت ان اطراف میں ہے اور کچھہ سرکاری عدالتوں کے فیصلے اہلحدیث کے حق میں ہونے سے امن ہے مگر بعض اطراف میں ہنوز روز اول ہی بدستور مقدمات عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں اور فریقین کا نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ ہو رہا ہے الحمدللہ اس لئے سرکاری عدالتوں کے فیصلے ایسے تنازعات کے متعلق جو فریقین کے آمین بالجہر پڑھنے پر پیدا ہوئے لکھے جاتے ہیں تاکہ اہلحدیث ہر وقت ان سے مستفید ہو سکیں۔

ماتحت عدالتوں میں تو کثرت سے ایسے فیصلے ہیں مگر اُن کے ذکر کرنے میں طول بلا فائدہ نہیں البتہ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے نظیر ہو سکتے ہیں اسلئے چند ایک ان میں سے تھوڑے ہی مختصر کا ذکر ہے مسمی خدا بخش دہلوی کی ایک مسجد میں آمین بالجہر کہنے کیوجہ سے حفظ امن کی ضمانت ہوئی جسکی نگرانی اوسنے چیفکورٹ پنجاب میں کی تو ججان چیفکورٹ نے ضمانت کو فسخ کیا اور اپنے فیصلہ میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ ہم حکام کا یہ قرار دینے میں اتفاق ہے کہ سائل نے اسوقت کوئی بیجا فعل نہیں کیا جب اُس نے ایک مسجد میں جہان عموماً اشخاص مقلد آیا کرتے ہیں لفظ آمین بآواز بلند کہا (دیکھو پنجاب ریکارڈ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء فیصلہ نمبر ۱۵)

ایسا ہی ہائیکورٹ الہ آباد میں باجلاس کامل ۵ نومبر سنہ ۱۸۸۹ء کو ججان ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

اہلحدیث بلاشبہ مسلمانوں کے ایک ایسے فرقہ میں داخل ہیں جو قدیم مذہب کے قائل ہیں اور بحیثیت مذکور مدعیان اہلحدیث کو مسجد مذکور کے عام طور پر عبادت اور دیگر اغراض مذہبی کے لئے جن کے واسطے مسجد استعمال کی جا سکتی ہے استعمال کرنے کا اسیقدر حق ہے جسقدر مدعا علیہم (مقلدین) کو ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اور پریوی کونسل لنڈن میں ۲۹ - ۳۰ جنوری اور ۲۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کے فیصلے میں یہ الفاظ ہیں (۱) مدعیان اس فرقے کے ہیں جو عامل بالحدیث یا اہلحدیث کہلاتا ہے (ب) عامل بالحدیث سنی مسلمان ہیں اور سنت جماعت میں داخل ہیں (ج) کوئی سند اس بات کے کہنے کی نہیں ہے کہ عامل بالحدیث حنفی کی نماز میں پیش امام نہیں ہو سکتا ہے۔ ان فیصلجات سرکاری سے بڑھ کر وہ خانگی فیصلہ ناطق ہے جو دہلی میں ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۵ھ کو فریقین کے علماء اور رؤسا نے باہمی کیا تھا جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقل معاہدہ علمائے اہلحدیث و حنفیہ مدخولہ عدالت کمشنری دہلی ۔

سنہ ۱۸۵۷ء
مہر محکمہ کمشنری قسمت دہلی

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد چونکہ دہلی و دیگر امصار میں اکثر نافہم لوگوں نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بے معنی برپا کرکے طرح طرح کے اشتہارات و رسائل مشتہر کیے ہیں بارہا اشتہار و رسائل ہماری نظر سے گذرے ہر چند بطور خود اس کا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو

سلہ اور ان کے سوا اور فیصلجات مفصلہ کا مجموعہ کتابی صورت میں مطبوع ہے جسکا نام فتوحات اہلحدیث ہے ۸ر قیمت پر دفتر ہذا سے مل سکتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریراً وتحریراً کہنے لگا اور باہم فساد وعناد بڑہتا گیا اور یہاں کے فساد سے اور بلاد اور قصبات میں بھی نزاع وتکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اون حضرات میں بغض وعناد وفساد نہ تھا۔ ایک دوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تہا اور آپس میں محبت واتحاد تھا اور آجتک لوگ انہی فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حرمتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے جن مسائل مختلف فیہ میں اختلاف ہیں وہ یہ ہیں۔ نجاست آب امین بالجہر فی الصلواۃ۔ رفع یدین فی الصلواۃ رفع سبابہ ودیگر مسائل اختلافیہ بعض نے ان کو حرام سمجھا اور بعض نے مثل موکدہ غرضیکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نمازمیں طعن وتوہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے۔ پس جو شخص کرے اس کو منع نہ کیا جاوے اور اس کے پیچھے بلاشبہ نماز پڑہنی چاہیئے اور جو نہ کرے اسپر اعتراض نہو اور فاعل افعال مذکورہ اس کے پیچھے نماز پڑہے اور آپس میں محبت اور اتحاد رکہیں اور کوئی کسی کو برا اور بد مذہب نہ جانے مساجد میں کسی فریق کا کوئی فریقین سے مانع ومزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدر آمد متقدمین کا رہا ہے۔ عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد میں ہر ایک اپنے عمل بجا لانے کا مجاز ومختار ہے۔ پس ہم سب اس بات کا اشتہار دیتے ہیں کہ ہر واعظ اپنے وعظ میں دلائل تکراری واجتہادی وغیرہ بیان نہ فرماویں البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اس کے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اس کے دلائل بیان کئے جاویں اور طعن وتشنیع نہ کیا جاوے۔

AsliAhleSunnet.com

اسی کے متعلق علمائے حنفیہ کا ایک فتوےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

-- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ہم حنفی مذہب کے ہمراہ وشامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر اس کا آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا باعث کراہت ہے تو یہ حنفی مذہب کی کون سی کتاب میں لکھا ہے بینوا توجروا

الجواب

آمین جہر سے کہنا غیر مذہب کا مذہب حنفی والے کو مفسد نماز نہیں ہے اور نہ موجب کراہیت کیونکہ فعل ایک مصلے کا دوسرے مصلے کی طرف متعدی نہیں ہوتا واللہ اعلم

حررہ واجابہ خاکسار محمد مسعود نقشبندی دہلوی

بلکہ اگر آمین کے جہر کرنے سے امام قرأت بھول جاوے تو کراہیت اسکی اس مجاہر پر ہوگی۔

عفر رحیم فہو ... مسعود محمد

صح الجواب
محمد عبد ... ۱۲۸۴
دہلوی

الجواب صحیح
سید حسن شاہ
رامپوری

اصاب من اجاب
محمد ... ابا ہاشم
میرٹھی

محمد کرامت اللہ ۱۲۹۲
دہلوی

از منصور علی
محمد ...

امام فن مناظرہ
اہل الکتاب سید ناصر الدین
محمد ابو المنصور ۱۲۹۱
دہلوی

من اجاب فقد اصاب
محمد عبد اللطیف
عفی عنہ مقیم میرٹھ

صح الجواب بلا ارتیاب
حررہ
ابو محمد عبد الحق
(حقانی)

محمد عبد الحق

ذلک کذلک محمد اسمعیل ... الجلیل ...

الجواب صحیح کتبہ محمد یعقوب عفی عنہ

بلاشبہ جواب ثانی بھی صحیح ہے

الف ۱۲ محمد عبد در

دار دار سید شفاعت محمد یعقوب

اکبر علیخاں ولد محمد رحیم علیخاں

محمد عبد الرب

لاریب فی ہذا الجواب

اسمہ احمد بالعا

محمد فضل احمد

الجواب صحیح
محمد نور اللہ عفی عنہ

والجواب المذکور صحیح ان کان المقصود اتباع السنۃ والا فالافضل عندی الامتناع واللہ اعلم

مدرس مدرسہ حسین بخش
محمد اسمٰعیل انصاری

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وتوکل علی عزیز الرحمن

مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح

نظام الدین

ہذا الجواب بلا ریب المرتاب

ابو یحیی محمد

میرے نزدیک تو اگر خود حنفی بھی آمین بالجہر کہے تو
اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی نہ کہ دوسرا شخص کہے اور
حنفی کی نماز فاسد ہو جاوے حق یہ ہے کہ جہر و اخفا
دونوں فعل مسنون ہیں آئمہ حنفیہ کو جواز جہر میں خلاف
نہیں ہے صرف اولویت میں اختلاف ہے چنانچہ حنفیہ
اخفا کو اولی سمجھتے ہیں اور آئمہ جہر کو پس سائل کو اپنی نماز
کے فساد کا کیا معنے کراہیت کا بھی شبہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم
بالصواب حررہ محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ ساکن کول (علیگڈھ)

الجواب صحیح
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

احمد رشید

الجواب صحیح
خلیل احمد عفی عنہ انبہیٹوی
مدرس اول مدرسہ سہارنپور

محمد اسمٰعیل

محمود حسن

محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ محمد محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ سہارنپور

امروہی وارد بھوپال

جواب المجیب حق والحق احق ان یتبع

المتقادم الباری عبد اللہ انصاری

احمد علی عفی عنہ

مدرس مدرسہ میرٹھ

AsliAhleSunnet.com

بجملہ جوابات مجیبین کے صحیح لیکن مولوی اسماعیل صاحب انصاری مدرس مدرسہ حسین پور مرحوم کا تحریر فرمانا خلاف شان علمائے کے ہے کیونکہ جب ایک امر حدیث نبوی سے سنت ثابت ہو چکا پھر اس کے عامل پر الزام نفسانیت کس طرح ہو سکتا ہے نماز میں کسی قسم کی خرابی جب واقع ہوتی ہے کہ خلاف امر مشروع نماز میں کیا جاوے اور آمین بالجہر کے تو علما حنفیہ بھی قائل ہیں چنانچہ مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں والظاہر الحمل علی کلا العلمین یعنے جہل و سر دونو جائز ہیں اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کہتے ہیں والانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل یعنے جہر قوی ہے باعتبار دلیل کے اور ابن ہمام نے لکھا ہے لو کان الی فی ہذا شیٔ لوفقت بینہما ان یراد بروایۃ الخفض عدم القرع العنیف وبروایۃ الجہر بمعنے زیر الصوت وذیلہا یعنے اگر اس بارہ میں مجھ سے پوچھا جائے تو میں دونوں قسم کی روایتوں میں مطابقت دے سکتا ہوں کہ آہستہ کی روائت سے یہ مراد ہے کہ بہت زور کی آواز نہو اور زہر کی روائت سے یہ مراد ہے کہ گونجتی ہوئی آواز ہو یعنے بہر دو صورت آواز سے ہی کہنا رہا) یعنے اس کلام سے بھی دونوں کا ثبوت ہے اور نیز علمائے دیگر بھی قائل ہیں مانند ان کے مولنا عبد العلی در ارکان اربعہ مے فرمائیند کہ در باب آہستہ گفتن آمین ہیچ وارد نشدہ مگر حدیثے ضعیف" یعنے آمین آہستہ کے واسطے کوئی حدیث قوی نہیں وارد ہے مگر ایک حدیث ضعیف اور مولنا سلامت اللہ صاحب حنفی بھی قائل ہیں۔ جیسا کہ اپنی کتاب شرح الموطا میں لکھا ہے بروائت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

حررہ عبدالصمد حنفی متوطن گولٹھا ولی ضلع بلند شہر

کسی دوسرے شخص کا زور سے آمین کہنا احناف کے واسطے نہ موجب فساد نماز ہے نہ کراہت احناف اور غیر احناف میں جو کچھ اس بارہ میں اختلاف ہے وہ محض اولویت اور عدم اولویت کا ہے اس سے فساد نماز کسی کا مذہب نہیں زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک یہ تعامل چلا آیا ہے کہ دونوں فریق ایک جگہ

نماز پڑھتے رہے البتہ سب و شتم اور لعن طعن باہم نہ ہونا چاہیئے واللہ اعلم
کتبہ عبداللطیف عفی عنہ از دفتر ندوۃ العلماء کانپور

ایک بڑے طعن کا جواب

عموماً عوام کی طرف سے یہ اعتراض اور الزام اہلحدیث پر لگایا جاتا ہے کہ جتنے گمراہ فرقے (نیچری مرزائی۔ چکڑالوی وغیرہ ہمچو قسم) نکلے ہیں سب انہی میں سے نکلے ہیں اس لیئے یہ فرقہ بُرا ہے لیکن اہل علم اور عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ الزام کہاں تک واقعی ہے اور کہاں تک صحیح ہے اول تو جتنے فرقوں کا نام لیا گیا ہے ان کو اہلحدیث سے کوئی تعلق نہیں سید احمد خاں بانی فرقہ نیچریہ کبھی اہلحدیث کے فرد نہیں تھے بلکہ اس کی تصنیفوں میں اہلحدیث کا رد موجود ہے (دیکھو تصنیفات احمدیہ) مرزا صاحب قادیانی کو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اہلحدیث تھے مگر وہ خود اس کے قائل نہ تھے کہتے تھے کہ میں ہمیشہ ان خشک وہابیوں سے متنفر رہا ہوں (دیکھو اخبار البدر قادیان ۲۰ شعبان ۱۳۲۰ھ) چکڑالوی بھی اہلحدیث سے تو کیا حدیث کے نام سے بیزار ہے اور اہلحدیث کے پیچھے نماز جائز نہیں جانتا پھر نہیں معلوم ان لوگوں کی بُرائی اہلحدیث کے سر پر کیوں تھوپی جاتی ہے اور اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ یہ لوگ پہلے پکے اہلحدیث تھے اور بعد میں ترقی کر کے اس حد تک پہنچے ہیں تو پھر بھی یہ الزام اہلحدیث کے مذہب پر صحیح نہیں کیونکہ اس حالت پر اگر وہ پہنچے ہیں تو اہلحدیث کے مذہب کو چھوڑ کر پہنچے ہیں بھلا اگر وہ اس وقت بھی اہلحدیث کے مذہب کے قائل اور ملتزم ہوتے تو حدیث سے انکار کیوں کرتے؟ یہ انکار ان کا صاف دلیل ہے کہ ان فرقوں کو اہلحدیث سے کوئی بھی تعلق نہیں اگر کسی مذہب کے اصول کو

ف بلکہ قبل دعوئے مسیحیت آمین رفع یدین سے منع کرتے تھے دیکھو سیرت المہدی ص ۱۲

AsliAhleSunnet.com

چھوڑ کر کسی فرقہ کا پیدا ہو جانا بھی اصل مذہب پر الزام لاتا ہے تو اہل سنت کے مذہب سے کون مذہب بُرا ہے جن میں (بقول حنفیہ) وہابیہ - مرزائیہ - نیچریہ وغیرہ پیدا ہوئے ہیں اگر یہی الزام شیعوں کی طرف سے اہلسنت پر لگایا جاوے تو معلوم نہیں کہ ہمارے بھائی (حنفی) اس کا کیا جواب دیں گے اور اگر ہم تنزلاً یہ بھی مان لیں کہ یہ لوگ اب بھی اہلحدیث کے مذہب کا التزام کرتے ہیں اور حدیث کے پابند ہیں تو بھی کوئی سوال اور الزام عائد نہیں ہو سکتا ورنہ بتلائے کہ جن فرقوں کو ہمارے بھائی خود ہی گمراہ بلکہ کافر قرار دیتے ہیں رافضی ہوں یا خارجی معتزلہ ہوں یا زیدیہ مرزائی ہوں یا نیچری وغیرہ یہ سب کے سب آخر اسلام ہی کے فرقے اور اسلام کے قائل ہیں تو کیا انکی خرابی سے اسلام پر بھی خرابی یا الزام عائد ہو سکتا ہے حالانکہ یہ لوگ **اسلام** کا التزام کرتے اور اس کی پابندی کے مدعی ہیں بلکہ اپنے ہی مذہب کو اسلام کا صحیح نمونہ بتلاتے ہیں پھر جب ان کی خرابی سے **اسلام** پر خرابی نازل نہیں آتی تو اہلحدیث پر جن کے اصول کے یہ لوگ (نیچری مرزائی اور چکڑالوی وغیرہ) ملتزم بھی نہیں بلکہ سخت منکر ہیں کیونکر الزام آسکتا ہے؟ اہل علم ذرا غور فرماویں ۔

ع

نہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

تمت بالخیر

AsliAhleSunnet.com

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مختصر فہرست کتب

(قادیانی مشن)

شہادۃ القرآن۔ اثبات حیات مسیح میں بینظیر کتاب حصہ اول ۴؍ حصہ دوم ۸؍ کل ۱۲؍ دونوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔

الہامات مرزا۔ الہاموں کی کافی تردید ۱۲؍

مرقع قادیانی۔ مرزا صاحب قادیانی کی تردید ۶؍

تاریخ مرزا۔ ۸؍ فتح ربانی۔ ۸؍

نکاح مرزا۔ آسمانی نکاح مرزا کی تفصیل ۲؍

شاہ انگلستان اور مرزا قادیان ۲؍

فاتح قادیان۔ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر مفصل انعامی مباحثہ لدھیانہ ۶؍

فسخ نکاح مرزائیان۔ متفقہ فتوے علمائے اسلام ۴؍

عقائد مرزا۔ مفید رسالہ ۱؍

شہادات مرزا۔ ۴؍

فیصلہ آسمانی۔ ہر سہ حصہ قیمت ۹؍

الخبر الصحیح۔ قبر مسیح کی تحقیق ۲؍

(آریہ مشن)

حق پرکاش۔ بجواب ستیارتھ پرکاش ۸؍

ترک اسلام۔ دھرمپال کے ترک کا جواب ۱۲؍

الہامی کتاب۔ قرآن کے الہامی ہونیکا ثبوت ۸؍

بحث تناسخ۔ تناسخ پر مکمل بحث ۴؍

ثمرات تناسخ۔ تناسخ کے نتائج ۶؍

حدوث وید۔ ویدوں کی قدامت کا رد اور حدوث کا ثبوت ۲؍

حدوث دنیا۔ دنیا کے حدوث کا ثبوت ۳؍

الہام۔ الہام پر بحث ۲؍

شادی بیوگان اور نیوگ۔ ۲؍

مناظرہ غورجہ۔ غورجہ کی مصدقہ بحث آریوں سے ۴؍

مناظرہ جبلپور۔ آریوں سے ۴؍

القرآن العظیم۔ قرآن اور وید کا مقابلہ ۳؍

تبر اسلام۔ بجواب نخل اسلام دھرمپال ۶؍

جہاد وید۔ ویدوں سے جہاد کا ثبوت ۴؍

مباحثہ گوشت خوری۔ قیمت ۶؍

(متعلقہ اہل حدیث)

اہل حدیث کا مذہب۔ اہل حدیث کے مسائل کا بیان ۴؍

تقلید شخصی و سلفی پر عالمانہ بحث ۸؍

حدیث نبوی اور تقلید شخصی۔ دونوں مضمونوں پر بحث ۴؍

علم الفقہ۔ مسائل فقہ کی تنقید ۳؍

AsliAhleSunnet.com

آمین ورفعیدین ۔ دونوں مسئلوں کا ثبوت ۲ر

فتوحات اہلحدیث ۔ ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات بحق اہلحدیث .. ۸ر

اجتہاد و تقلید ۔ دونوں مسائل پر مفصل اور دلچسپ بحث ۸ر

(متعلقہ عام اہل اسلام)

تعلیم القرآن ۔ بالاجمال قرآن شریف کی تعلیم کا بیان ۔ ۲ر

قرآن اور دیگر کتب ۔ مقابلہ دکھایا گیا ہے ۔ ۲ر

اسلامی تاریخ ۔ آنحضرت صلعم کے حالات بطرز حکایات ۔ .. ۳ر

خصائل النبی ۔ ترجمہ شمائل ترمذی ۲ر

السلام علیکم ۔ اسلامی سلام کے احکام ۲ر

ہدایت الزوجین ۔ بیوی خاوند کے احکام نکاح و طلاق کے مسائل .. ۲ر

کلمہ طیبہ ۔ کلمہ شریف کی تفسیر ۲ر

توحید و تثلیث ۔ دونوں مضامین ۳ر

حضرت محمد رشی ۔ وید ۔ انجیل اور توریت سے نبوت کا ثبوت .. ۳۰ر

ادب العرب ۔ عربی صرف ونحو اردو ۸ر

رسوم اسلامیہ ۔ رسوم بدعیہ کا رد ۲ر

تقابل ثلاثہ توریت ۔ انجیل اور قرآن کا مقابلہ ۸/۳ر

دلیل الفرقان ۔ اہلقرآن کا رسالہ متعلقہ نماز کا مکمل جواب .. ۴ر

ام القرٰے ۔ مکہ معظمہ کی فضیلت ۸ر

خلافت محمدیہ ۔ شیعوں کی تردید میں لاجواب رسالہ ۔ ۸ر

عصمت النبی ۔ آنحضرت صلعم کی پاکدامنی کا مکمل ثبوت .. ۳ر

عزت کی زندگی ۔ وہ احکام جن سے عزت کی زندگی حاصل ہو ۔ ۲ر

میل ملاپ ۔ اتحاد کا سبق دینے والا رسالہ ۔ ۴ر

لغات القرآن ۔ جملہ الفاظ قرآنی کی تحقیق انیق ۸/۳ر

البرہان العجاب ۔ سورہ فاتحہ خلف الامام کی تائید ۸ر

نور العینین ۔ شیخ حسین محدث بھوپال یمنی کا عربی فتاوے جلد اول ۔ عگ

حیات طیبہ ۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کی مفصل سوانحمری ۔ سے

ملنے کا پتہ

منیجر دفتر اخبار اہل حدیث امرتسر (پنجاب)

AsliAhleSunnet.com